بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء نمبر ۷۹

میلاد
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

راز خاں بہادر جناب مرزا سلطان احمد صاحب
(ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور)

مسلمانان رہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے عزت مند اور شایان ہے میلاد اعظم ہے۔ ہر چیز اور ہر واقع کا وقوع اپنے وقت پر موقوف ہوتا ہے۔ گو کہ بہت سی باتیں لوگ قبل از وقت بھی چاہتے ہیں لیکن قدرت اپنے ضابطے کی پابندی سے وقت پر ہی کام کرنے کی عادی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اس ذات اقدس کی نسبت پیشگوئیاں ہوتی رہی ہیں۔ جو سلسلہ نبوت کو ختم کرنے یا مکمل کرنے والی ہیں۔ بہت سے نبی اور بہت سے لوگ اس خواہش میں وصال پا گئے کہ شاید ان کی حیات ہی میں وہ مبارک زمانہ آوے آخر وہ اولوالعزم اور عظیم الشان انسان جو دنیا میں ایک حد قائم کرنے والا تھا ۵۶۹/۵۷۰ عیسوی میں اس ملک اور اس قوم میں مبعوث ہوا جو دنیا کے متمدن ممالک اور متمدن اقوام کی فہرست میں سے خارج ہی نہیں تھا بلکہ اس قابل بھی نہ سمجھا گیا تھا کہ ایسے ممالک اور ایسی اقوام کے ساتھ اس کا ذکر کبھی کیا جاوے۔ نبی موصوف نے ایسی حالات شکستہ میں ۴۰ سال کی عمر میں اس وحدت کا اعلان کیا جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ان کے ذمہ ہمت پر لگایا گیا تھا گو کہ بہت سے انبیاء علیہم السلام دنیا میں گذر چکے تھے اور ان کے ذمہ ہمت پر بھی بہت کچھ رکھا گیا تھا۔ مگر رسول عربی وہ کام لے کر آیا جو اس کے کرنے کا تھا اور اس کی بعثت مبارک پر اس کا انجام ہونا تھا۔ رسول عربی کیا کچھ لے کر آیا؟

(الف) تجدید اعلان وحدت
(ب) ختم نبوت
(ج) تکمیل دین
(د) رحمۃ للعالمین
(ہ) دعوت عامہ

وہ میلاد عظیم الشان جو دنیا کی تلملاہٹوں کو مٹانے آیا تھا اس وقت ہوا جب جناب کے والد ماجد وصال پا چکے تھے۔ ابھی آپ کی عمر صرف چھ سال کی تھی کہ حضرت والدہ ماجدہ نے بھی انتقال کیا اس عظیم الشان ہستی کا یُتم شروع تھا۔ اس یتیمی کی حالت میں حضور کی کفالت اور پرورش بظاہر اسباب حضرت عبدالمطلب کے سپرد ہوئی۔ جن کا قبیلہ قریش میں ایک بڑا درجہ تھا دو ہی سال کے بعد وہ بھی فوت ہو گئے۔ اس کے بعد ابو طالب کے گھرانہ میں رسول عربی نے بطور ایک بیٹے کے پرورش پائی۔ گو کہ ابو طالب اور عبدالمطلب اپنے وقت میں اپنی قوم کے اندر ایک معزز شخص تھے۔ اور قوم ان کی عزت کرتی تھی۔ لیکن یہ کون کہہ سکتا ہے کہ رسول عربی یتیم نہ تھے۔ کیا کوئی خیال کر سکتا تھا کہ اس یتیمی کی حالت میں ایک یتیم احقر میں ایک ایسی ہستی ثابت ہو گی جس کا مقدس نام ہزاروں برکتوں اور عزتوں کو ساتھ لائے گا اور جس کے نام کی شہرت اقصائے دنیا تک جا پہنچے گی۔ سب سے اول حضرتؐ نے عرب اور دنیا کے سامنے کیا اعلان کیا۔ نہ تو خود کو براہ راست پیش کیا اور نہ اپنی عزت و ناموس کی خواہش کی۔ بلند آواز سے سب سے اول یہ کہا کہ

تعالوا الی کلمۃ واحدۃ

یہ وہ صدا تھی جو اگرچہ پیشتر ازیں بھی انبیاء علیہم السلام کی معرفت سنائی جا چکی تھی اور اس کا بارہا اعلان بھی ہو چکا تھا مگر جس وقت حضرت کے عہد میں اس کا اعلان ہوا یہ صدا مدہم پڑ چکی تھی اور اس میں کوئی اثر نہیں رہا تھا اگر عرب بت پرست تھا تو عرب کے اردگرد بھی تقریباً بت پرستی کا زور تھا خدا کے بیٹے اور بیٹیاں مختلف شکلوں اور مختلف رنگوں میں نشوونما پا چکے تھے اگرچہ بعض قومیں خود کو خدا پرست اور موحد بھی کہتی تھیں مگر وحدت پر زنگ آ چکا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی ایک نبی آئے اور اخیر پر حضرت مسیح علیہ السلام کا زمانہ بھی آیا مگر توحید نے جو رنگ اختیار کیا وہ کسی تاویل کا محتاج نہیں۔ گویا توحید کو چار چاند کی بجائے تین چاند لگ گئے۔ حضرت یسوع علیہ السلام کے صوفیانہ اقوال کی جس رنگ میں تاویلیں ہوئیں وہ کہہ سکتی ہیں کہ وحدت کے ساتھ کیا گذری شرک جلی و خفی اس اعلان کے عہد میں ہمیشہ کے واسطے دور دفع ہوا جو اعلان رسول عربی نے کیا تھا وہ مکمل طور پر سنا گیا اور پہنچایا گیا۔ ایک طرف یروشلم میں جا کر دیکھو اور دوسری طرف مدینہ منورہ میں جاؤ پھر انصاف سے کہو کہ وحدت کس عزم محترم میں محفوظ ہے۔ یروشلم میں مزار مسیح علیہ السلام پر شمعیں وہی رنگ دکھائی دیں گی جس کے مٹانے کے واسطے حضرت موسیٰ ہی نہیں بلکہ خود مسیح بھی آئے تھے۔ مدینہ منورہ میں گویا خدا ہی خدا کا ظہور ہوتا ہے اور یروشلم میں ایک اس قسم کی وحدت پائی جاتی ہے جو دھندلی ہی نہیں بلکہ زنگ خوردہ اور شرک نما ہے۔ عرب کے دلوں میں شرک اور بدعت اور بت پرستی گھر کر چکی تھی اور بیشتر ان کی اکھڑ مزاجی اعلان محمدی کی بدولت دلوں میں ہی مر مٹ گئی۔ اور یہ باعث ہے اس کے دولت وحدت سے عرب آجکل مالا مال ہے۔ ایک نبی مقبول بعض لوگوں کے ابن اللہ ہو کر بھی وحدت اس قدر نہ پھیلا سکا اور ایک مقدس شخص بندہ بن کر اس قدر کامیاب ہوا کہ آج جس کی ریس کوئی بھی نہیں کر سکتا۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

دوسرا کام ختم نبوت کا تھا رسول عربی سے پہلے جو نبی آئے ان میں سے ایک نے بھی اس زور شور سے دعویٰ ختم نبوت کا نہیں کیا جس شد و مد سے ہمارے حضرت محمدؐ نے کیا۔ اور اس کا اثر بھی یہ ہے کہ آج تک دنیا بھر سے کسی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ اس ختم نبوت کے بعد کوئی اور بھی مدعی نبوت ہو۔ یا عرصہ نبوت میں آ کر علم نبوت بلند کرے دوسرے مذاہب تو اس کوچہ میں ہی نہ آئے ہاں خود اسلامی دنیا میں مصداق

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

اس قسم کے لوگ پیدا ہوتے رہے جو اپنے رنگ میں اسرائیلی نبیوں کی بھی شان رکھتے تھے اسلامی مجددوں کی ہستیاں کچھ کم پایہ اور بابرکت ثابت نہیں ہوئیں۔ ہزاروں ایسے بزرگان ملت گذر چکے ہیں کہ جن کی زندگیاں اسلام کے واسطے ایک اعجازی اثر رکھتی ہیں۔ ادھر ختم نبوت کا اعلان ہوتا ہے اور ادھر یہ بھی خوشخبری دی جاتی ہے کہ تم ہی میں سے اس شان اور احترام کے لوگ بھی ہوں گے یہ فضیلت کسی نبی کے معتقدوں کے حصہ میں بھی نہ آئی یہ اسی سرکار کا حصہ بخرہ تھا۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

سب نبیوں نے ہماری سرکار کی خوشخبری دی اور ہماری سرکار نے اپنے ہی معتقدوں میں سے ان صدہا لوگوں کی خوشخبری دی جو ابدال۔ اقطاب اور ولیوں اور مجددوں کے رنگ میں اسلام میں پیدا ہوتے رہے۔ دیکھو یہ پیشگوئی کس زور سے پوری ہوئی اور کس شان سے روحانی لوگ اسلام میں پیدا ہوتے رہے نبوت کا خاتمہ کر کے فیضان روحانی ایک اور رنگ میں عام کر دیا گیا۔

اور کا فیضان بھی اسی وسعت سے ہوا ہے یہ زندگی جو اسلام میں بر رنگ روحانی پائی جاتی ہے اور کس مذہب میں ہے۔

ایں زماں دلبرے بشان تو نیست
واہ انوا نی کہ کس بآں تو نیست

اگر ایک طرف پہلے مرسل اور انبیاء علیہم السلام ہماری سرکار کی خوشخبریاں دیتے رہے ہیں تو اس سے ثابت ہے کہ ان کا مشن مکمل نہیں تھا وہ جو کچھ لائے تھے وہ ابھی ادھورا اور نامکمل تھا یہ مشن ہمارے ہی حضرت کے حصہ میں آیا ہے کہ ختم نبوت کے ساتھ تکمیل دین بھی ہو جاتی ہے بمصداق

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ہاتھ میں لے کر دیکھو کہ بجوائے لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین کیسی خوبصورتی اور کس خوش اسلوبی سے تمام نعمائے اور تکمیل دین کی گئی ہے۔ مطلب تکمیل سے یہ ہے کہ جو کچھ شروع سے ارتقائی رنگ میں مرسلوں کو دیا جاتا رہا ہے آج اس کی تکمیل رسول عربی کی ذات پر ہوتی ہے۔ تمام خوشخبریوں اور تمام پیشگوئیوں کا خاتمہ اور تکمیل اس نبی پر ہوتا ہے جو رحمۃ للعالمین اور دین کا کامل کرنے والا تھا اور تمام اچھائیاں اور کمالات اس کے ساتھ دین کو دیئے جاتے ہیں اگر ایک طرف فطرتی جذبات صحیح رنگ میں منور ہوئے تھے تو دوسری طرف ان فطرتی جذبات کی واضح کرنے والی شریعت اور قانون بھی عطا ہوتا ہے لوگ قرآن دل سے پڑھیں پھر ان پر کھل جائے گا کہ مولائے کریم نے سب کیسا دینی اور دنیاوی سامان کا مجموعہ کامل بخش رکھا ہے۔

تکمیل دین کب ہوتی ہے۔ جب کامل رنگ میں وحدت کا ظہور ہو اور اس کے لانے والا وہ شخص ہو جو وحدت مجسم ہو۔ جس کا ماننا ثبوت وحدت ہو یا یہ کہ جس کے بغیر وحدت ناکامل رہے۔ رسول کریم کے ماننے سے بمصداق

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

خدا مانا جاتا ہے لیکن خدا کے ماننے سے رسول نہیں مانا جاتا تاوقتیکہ خدا کے احکام کا یقین ہو محض خدا کے ماننے سے تکمیل دین نہیں ہوتی جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہی نہ مانا جاوے یہ جو کہا گیا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تیری بعثت سے دین کو مکمل کیا۔ جب تک تو نہیں آیا تھا دنیا کے تمام مذاہب اور تمام ادیان نامکمل تھے۔ تیرے آنے سے تکمیل ہو گئی۔ اب جب تک ادیان تیرے نام سے شروع نہ ہونگے کوئی دین مکمل اور جامع نہیں ہو سکتا۔

کوئی مرسل اور نبی رحمۃ للعالمین کے محترم لقب سے ملقب نہیں ہوا یہ فخر حضرتؐ ہی کے حصہ میں آیا ہے۔ ہمارے حضرت کیوں رحمۃ للعالمین تھے اس واسطے کہ وہ اس درگاہ پاک سے نامزد ہوئے تھے۔ جو رب العالمین ہے۔ رب العالمین کی عالمگیر رحمت کا مقتضا یہی ہو سکتا تھا کہ حضرتؐ کو رحمۃ للعالمین کے اعزاز و احترام کا فخر بخشا جاوے حضرت کی بعثت کریمہ سے دنیا والوں کو وہ فضائل اور برکات حاصل ہوئیں جو کسی عہد میں کبھی نہ ہوئیں مثلاً

(۱) کامل وحدت
(۲) ایک کامل دنیاداری
(۳) ایک عالمگیر برادری
(۴) ایک خوش آئند مساوات
(۵) ایک نئی زندگی۔
(۶) ایک جامع قانون۔
(۷) ایک شاہراہ فیضان

اس قسم کی اور کئی ایک باتیں اس بعثت مبارک کی بدولت مسلمانوں کے حصہ میں آئی ہیں کسی کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں کوئی رعایت نہیں کلمہ شریف کے پڑھنے سے ایک صدیوں کا نامسلمان مسلمانوں میں اس طرح مل جاتا ہے کہ گویا اس کا گوشت پوست ہی مسلمان تھا۔ آج یہ بات کسی مذہب کو حاصل نہیں ہوئی۔ کل جو ایک خاکروب تھا آج وہ ایک صدیوں کے مسلمان کے زانو بہ زانو کھڑے ہو کر عبادت کر سکتا ہے وہ تفریق قومی جو بہ چند پہلو طرح طرح کی ابتریوں کا موجب ہے ایک ہی بار ہمیشہ کے واسطے رخصت ہو جاتی ہے دیکھو یہ کیسی رحمت اور کیسا احترام ہے یہ بات صرف اسلام ہی سکھاتا ہے اور اسلام ہی لایا ہے رسولؐ عربی نے نہ صرف بت پرستی اور شرک و بدعت کا ہی نام مٹا دیا بلکہ وہ اخلاقی شرکتیں اور نسبی اور نسلی تفاخر بھی مٹا دیا جو دنیا کی قوموں میں ایک بڑی حد تک پائے جاتے تھے سب سے بڑھ کر قومی تفاخر عند اللہ اتقاکم کے رنگ میں قائم اور بدل کر دکھایا۔ آج کفوی اور فرضیہ رنگ میں کوئی مسلمان امتیاز کا دعویٰ کرے تو کرے۔ قومی رنگ میں ایک قوم دوسری قوم پر کوئی فخر نہیں کر سکتی۔ ہاں صرف اعمالی اور افعالی و اخلاقی رنگ میں ہر کوئی دوسرے پر فخر کر سکتا ہے۔ قرآن صاف طور پر کہہ رہا ہے کہ تمہاری کفنیں اور وصفے محض ایک شناخت کا ذریعہ ہیں یہ بات دنیا والوں کو صرف میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی حاصل ہوئی ہے۔ یہ سہرا رسول عربی کے سر مبارک پر ہی سجتا ہے۔ مسلمان ولی اور قطب بن جاوے تو بنجاوے اور یہ فخر اسے اس دنیا میں حاصل ہو تو ہو اخلاقی اور معادی رنگ میں کیسا ہی ممتاز ہو اعمالی یا افعالی رنگ میں بڑھ جاوے تو بڑھ جاوے لیکن قومی رنگ میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر معادی رنگ میں فخر نہیں کر سکتا۔ مساجد میں حج میں جا کر دیکھو کہ اس شرک کو کس خوبصورتی سے توڑا گیا ہے۔ سلطان۔ نواب شاہ اور ایک گدا ایک ہی مصلے پر سجدہ کرنے سے عار نہیں کرتے اگر سلطان۔ بادشاہ اور کوئی نواب جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد مسجد میں آجاوے تو اس کی مجال نہیں کہ ایک خاکروب نومسلم کی جگہ لے سکے۔ یا امام اس کو اگلی صف میں جا کر کھڑا کر دے۔ گرجا ویسٹ منسٹر لنڈن میں یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ بعض لوگوں کے لئے نشستیں ریزرو تھیں۔ یہ اس واسطے کہ بہ لحاظ اپنے درجہ اور رتبہ کے ایسے لوگ عوام الناس میں بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ اللہ اکبر یہ نظارا دیکھ کر مجھے اپنی مسجدیں یاد آئیں اور یہ بھی یاد آیا کہ ایک مسلمان امیر کس خوشی اور کس فروتنی سے مسجدوں کی چٹائی پر غریبوں کے ساتھ سربسجود ہوتا ہے اور اگر کوئی بودہ دماغ امیر اسے پسند نہ کرے تو کس طرح جماعت اسلامی میں آ کر اس کی کرکری ہوتی ہے۔ اور کس طرح وہ ہر ایک مسلمان کی مساواتی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔ بیوی۔ بچے احباب دوست دشمن سب کے سب متنفرانہ نگاہوں سے دیکھتے اور نفرت گزیں ہوتے ہیں مساوات کی تعلیم اپنے اپنے رنگ میں اور مذاہب اور مشارب میں بھی ہوگی مگر جس رنگ میں اس رسول کے پیدا ہونے سے اسلامی مذہب میں دی گئی وہ کسی اور سے ادا نہ ہو سکی۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ بات کوئی معمولی ہے یہ وہ بات ہے جس پر معادی اور معاشری سلسلوں کا بہت کچھ مدار ہے اور آج جس پر سب قومیں رشک کرتی ہیں۔

دعوت عامہ کا میلاد مبارک کے بعد جو کچھ نقشہ بنا اور جس طریق پر داغ بیل ڈالی گئی وہ آج تک کسی اور کے حصہ بخرہ میں نہ آئی اس میلاد سے اول جو میلاد ہوا مخصوص اور جداگانہ ہوا یہ میلاد اپنے ساتھ بمصداق رحمۃ للعالمین ایک عام تبلیغ اور عام اشاعت کا مشن لایا۔ سب کو یہ دعوت دی کہ ایک ہی پلیٹ فارم پر آ کر مناظر مقدسہ کا تماشا کرو۔

اور دیکھو کہ کس وسعت سے دعوت دی گئی ہے اور کس کشادہ دلی سے تمام متفرق اور منتشر اقوام اور افراد قوم کو ملانے اور ایک ہی پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور کس خوبصورتی اور بے تکلفی سے سب کو آپس میں ملایا جاتا ہے

دعوت عامہ میں یہ دکھایا اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جس طرح خدا ایک ہے اُسی طرح اُس کی مخلوق کو بھی بمنشائے تخلقوا باخلاق اللّٰہ ایک ہی جبل میں منسلک ہونا چاہئیے۔ اور اس مرحلہ پر آکر اُس ذات صمدی کے ماتحت وحدت عملی کا ثبوت دیں اور دوسری اقوام کے مقابلہ میں وہ باعتبار اغراض مشترکہ ایک ہی قوم اور ایک ہی جماعت ثابت ہوں۔

دعوت عامہ میں نہ تو عرب کی تخصیص کی گئی اور نہ شام کی اور نہ فارس کی نہ ہند کی نہ کسی اور حصہ دنیا کی سب کے مقابلہ میں ایک ہی آواز دی گئی اور ایک ہی رنگ میں ان کو رنگنے کا اعلان کیا گیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تقریباً بنی اسرائیل ہی سے یہ خطاب کیا اور باقی انبیاء علیہما السلام قبل از حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یا تو کوئی اعلان عام تھا ہی نہیں اور یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماتحت ہی اُن کا مشن بھی تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مواعظ سے ثابت ہے کہ ان کا مشن بھی ایک بڑی حد تک محدود تھا اور ان کی بعثت نبوت بھی عامہ نہ تھی بے شک بعد میں اس میں وسعت دی گئی لیکن شروع میں یہ حالت نہ تھی۔

دنیا کے دیگر مذاہب کا مشن شروع ہی سے جداگانہ اور منفرد رہا۔ وہ صرف انہی اقوام تک محدود ہے جن میں ان کا نشوونما ہوا تھا۔ بلکہ بعض کے خیال میں دوسروں تک مذہب پہنچانا مذہب کی تحقیر تھی۔

ان سب صورتوں کے مقابلہ میں دیکھو کہ اس میلاد اعظم کے وقت سے دعوت کہاں تک عامہ اور کس کشادہ دلی سے تھی اور وہ بھی صرف فطری رنگ میں فطری یا صحیح فطری جذبات کے رنگ میں یہ دعوت عامہ تھی۔ صحیح فطرت کا ہی مدعا ہے کہ عام مخلوق ایک ہی سبیل دعوت کی سالک ہو۔ اور ایک ہی غرض کی جویاں۔

اگرچہ اس عظیم الشان میلاد کی ولادت اور بعثت کے بعد اسلام میں اندرونی فرقے بھی پیدا ہونے لگے۔ لیکن در اصل دیکھو تو اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ کیونکہ تمام اسلامی فرقے جب خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر پہنچتے ہیں تو ان میں کوئی اختلاف نہیں رہتا۔ اگر مختلف فرقوں اور افراد فرقہ کے روبرو کوئی شخص حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعوذ باللہ کوئی گستاخی کرے تو باوجود سب قسم کی امتیازی خصوصیتوں اور اختلافات کے بھی ہر ایک فرد ایسے موقعہ پر یکجہتی اور اتفاق سے گستاخی کنندہ کے خلاف ہوگا۔ اس وقت سب قسم کے اختلافات اور منافقتے اتحادی رنگ میں منتقل ہو جاوینگے اور ایک غیر دیکھنے والے کے خیال میں وہ ایک ہی غرض کے پابند اور حامی ثابت ہونگے۔ یہ بات یا یہ اتحادی رنگ کسی دوسرے مذہب میں بمشکل پایا جائیگا۔ اور اگر پایا بھی جائیگا تو اس کا یہ رنگ نہ ہوگا۔ یا اس میں اس قدر وسعت نہ ہوگی۔

ہزارہا درود و صلوٰۃ ہو اس عظیم الشان ہستی اور مبارک مرسل پر جس کی ولادت کے شروع سے ہی یہ دنیا مختلف رحمتوں کی وارث بنتی ہے۔ جس کی بعثت سے شرک و بدعت کی بنیادیں اُکھڑ گئیں۔ اور وحدت کا جھنڈا وہ جھنڈا جو ایک دفعہ بلند ہو چکا تھا وہ جھنڈا جو ہر ایک ممبر پر بھی سایہ افگن ہے ایک پورے جلال سے کھڑا کیا گیا اور جو اب قیامت تک سرنگوں نہ ہوگا۔ جس کے نیچے قومیں جوق در جوق آئیں اور آخر تک آتی رہینگی۔ جس عظمت کی نہ صرف الہامی کتابیں ہی معترف اور مصدق ہیں۔ بلکہ کل فطرتیں اور ضمائر بھی معترف اور مصدق ہیں۔ یہ وہ دعوت عامہ تھی جو اس مرسل محترم کی ذات کے ساتھ مخصوص تھی۔

صدق دل سے اس ذات اقدس پر درود بھیجو اور اس کے واسطے غیرت مند ہو۔ محمد صلعم کے واسطے غیرت مند ہونا ہی اسلام ہے جو شخص حضرت رسول کریم کے واسطے غیرت مند نہیں ہے وہ ایک نام کا اسلام رکھتا ہے۔ سہ

در دل مسلم مقام مصطفےٰ است
آبروے ما ز نام مصطفےٰ است

خواجہ کمال الدین صاحب علی گڑھ میں

۱۵۔ جنوری کو علی گڑھ کالج کے یونین کلب میں خواجہ کمال الدین صاحب کا پہلا لیکچر ہوا جس میں جناب خواجہ صاحب نے کلام پاک سے یہ ثابت کیا کہ اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ کسی کو کسی پر برتری اور فضیلت نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ہی اُس کے وہی صحیفہ آسمانی بزرگوں کے ادب اور لحاظ کی بھی تعلیم دیتا ہے لہذا احرار کلام پاک پر چل کر خود کو سچے مسلمان ثابت کریں۔ دوسرے دن پھر کالج ہی میں خواجہ صاحب کا لیکچر ہوا طلبہ اور سامعین کی یہ کیفیت تھی کہ ٹوٹے پڑتے تھے۔ ہال اور گیلری میں کہیں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ ہمارے دوست مسٹر ہارون خاں صاحب شیروانی بیرسٹرایٹ لانے لیڈیز کے لئے بھی ایک لیکچر کا انتظام کیا ہے اس کے علاوہ لائل لائبریری میں بھی ایک لیکچر کا انتظام کیا گیا ہے جس میں ہندو اصحاب بھی شریک ہونگے خواجہ صاحب کی تشریف آوری نے ایک نئی روح پھونک دی ہے کہ آپ کے لیکچر کسی خاص عقیدہ پر نہیں ہیں بلکہ ٹھیٹھ اسلام پر ہوتے ہیں۔ (المیزان علیگڈھ)

یاد دہانی

گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ہم نے پیغام صلح کی قلمی اعانت کی طرف اپنے ناظرین کو توجہ دلائی تھی اور اس کے ساتھ اس کی توسیع اشاعت کی بھی خواہش کی تھی۔ ہم منتظر ہیں کہ اس صدا کی شنوائی کب ہوتی ہے۔ اور کتنے اصحاب اس پاک کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پیغام صلح کی توسیع اشاعت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یا قلمی سعادت بھی اشاعت اسلام ہی کے اہم کام کا ایک حصہ ہے۔ اور ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون کون اصحاب اپنے اس فریضہ کی سرانجام دہی میں کمر ہمت باندھتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اس ضرور عرضداشت کا ضرور کچھ نہ کچھ جواب دیا جائے گا اور اس معاملہ کو یونہی فراموش نہ کر دیا جائے گا۔

فہرست چندہ جماعت احمدیہ شملہ
معرفت شیخ اللہ دین صاحب کمپوزیٹر

(۱) مخدوم محمد اشرف صاحب بی۔ اے میڈیکل برانچ للعہ/
(۲) شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس عہ/
(۳) خواجہ غضنفر محمد صاحب " عہ/
(۴) بابو جمشید خاں صاحب " ۱۲/
(۵) صوفی شمس الدین صاحب " عہ/
(۶) منشی محمد لطیف صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ پریس ۱ر
(۷) شیخ اللہ دین صاحب " ۸ر
(۸) ملک غلام محمد صاحب اسسٹنٹ سکنی ہولڈر عہ/
(۹) کرم خاں صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ پریس ۲ر
(۱۰) عبد الصمد صاحب ۱ر
(۱۱) شاہ محمد صاحب ۱ر

چندہ برائے قرآن شریف انگریزی

(۱۲) منشی الہم الدین صاحب سب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ صہ/
(۱۳) شیخ غلام حسن صاحب سب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے ڈیپارٹمنٹ عہ/ ۱ر
(۱۴) منشی عبد الرحیم نقشہ نویس ریلوے بورڈ عہ/
(۱۵) بابو فضل محمد صاحب گورنمنٹ آف انڈیا محکمہ صنعت وحرفت عہ/
(۱۶) ملک عبد الحق صاحب ویرہوس گورنمنٹ پریس ۸ر
(۱۷) شیخ عبد الحق صاحب کلرک اگزیمنر آفس ۸ر
(۱۸) مولوی عبد اللہ صاحب کاتب فوجی روزانہ اخبار ۲ر

میزان کل عہ۵ / ۱۲ پائی